خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابوسعید

Online Edition

شمارہ:307 | جلد:2 | 11 جمادی الاولیٰ 1441ہجری قمری | سوموار 28 دسمبر 2020ء

ارشادِ باری تعالیٰ

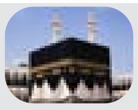

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

(سورۃ البقرہ :209)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقینا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

ہر معاملہ میں امام کے پیچھے چلیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ایک اور بہت اہم نکتہ بھی پیش فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَال۔ تو بٹھاتا تھا مومنوں کو جگہ بہ جگہ جہاں انہیں کھڑے ہو کر لڑنا چاہئے۔ اس سے ایک سبق تمہارے لئے نکلتا ہے کہ دشمن کا مقابلہ، مناظرہ، مباحثہ بے شک کرو مگر اپنے امام کی منشاء کے ماتحت۔ کیونکہ یہ ترتیب جس کا انجام فتح و ظفر ہو اللہ کے بندے ہی جانتے ہیں‘‘۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۵۲۶)

تو بعض خطوں کی وجہ سے مجھے فکر پیدا ہوئی جو مَیں یہاں بیان کرتا ہوں۔ ایک دوست نے لکھا کہ کیونکہ دشمن ہر وقت زبان درازی کرتا رہتا ہے اور جماعت کے متعلق بالکل جھوٹی اور لغو باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔ پھر تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایسے لوگ جن کو مَیں تبلیغ کرتا ہوں ان کو بھی ان کے دماغوں میں غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں اور ہماری طرف غلط باتیں منسوب کر کے ان کو بتائی جاتی ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ اگر یہ لوگ یعنی احمدی سچے ہیں تو ہمارے سے مباہلہ کر لیں۔ تو لکھنے والے یہ لکھتے ہیں کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ مجھے مباہلہ کا چیلنج قبول کر لینا چاہئے اور اس کی اجازت دی جائے۔ اب ایک خط کی تو مجھے فکر نہیں تھی لیکن مختلف جگہ سے یہ سلسلہ شروع ہوا اور اس سے فکر پیدا ہوئی۔ تو اس بارہ میں آپ لوگوں کو ذہن میں رکھنا چاہئے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا ارشاد ہے کہ ہر معاملہ میں امام کے پیچھے چلیں۔ آپ میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے امام سے آگے نکلنے کی کوشش کریں۔ یا کسی کو مباہلہ کا چیلنج دیں۔ ہر ایک کا تو حق ہی نہیں ہے۔ اس کے بھی کچھ قواعد و ضوابط ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بھی جب عیسائیوں اور یہودیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو اپنی مرضی سے تو نہیں دیا تھا۔ جب تک خدا تعالیٰ نے آپ کو نہیں کہا اور طریق نہیں بتا دیا آپ ہمیشہ ہدایت کی دعائیں ہی کرتے رہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جب مخالفین کی دشنام طرازیاں

بقیہ صفحہ 9 پر

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- نظم
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو۔ خواہ تم پر ایسا حبشی غلام (حاکم بنا دیا جائے) جس کا سر منقہ کی طرح (چھوٹا) ہو۔

(صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

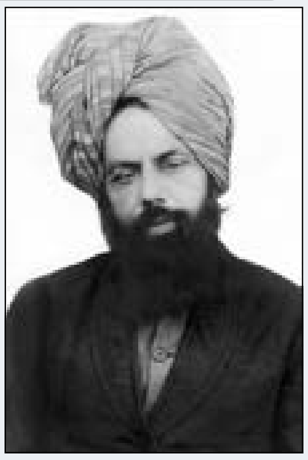

وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :

’’اے ایمان والو! خدا کی راہ میں گردن ڈال دو اور شیطانی راہوں کو اختیار مت کرو کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اس جگہ شیطان سے مراد وہی لوگ ہیں جو بدی کی تعلیم دیتے ہیں‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد21 صفحہ 416)

’’اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 317، 318۔ زیر سورۃ النساء آیت 60)

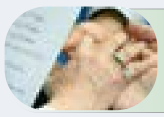

دربارِ خلافت

جماعت کی معمولی سی کوشش و کاوش ایسے حیرت انگیز نتیجے ظاہر کرتی ہے جو ایک بے دین اور دنیا دار کی سینکڑوں سے زیادہ کوشش سے بھی ظاہر نہیں ہوتی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس آیت میں جس کی مَیں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو، اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

یعنی جو لوگ چندہ دینے والے ہیں، صدقہ دینے والے ہیں ان کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے اور اس کی مخلوق کی خاطر جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا باعث بنے گا۔ اس سے دین کو بھی مضبوطی حاصل ہو گی اور تمہارے دینی بھائیوں کو بھی مضبوطی حاصل ہو گی۔ پھر ایسے لوگوں کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس سرسبز باغ کی طرح ہیں جو اونچی جگہ پر واقع ہو جہاں انہیں تیز بارش یا پانی کی زیادتی بھی فائدہ دیتی ہے۔ نچلی زمینوں کی طرح اس طرح نہیں ہوتا کہ بارشوں میں فصلیں ڈوب جائیں یا باغ ڈوب جائیں۔ یہ خراب نہیں ہو جاتے بلکہ وہ ایسے سیلابوں سے محفوظ رہتے ہیں اور زائد پانی نیچے بہہ جاتا ہے اور باغ پھلوں سے لدا رہتا ہے، اس کو نقصان نہیں پہنچتا۔ جو لوگ زمیندار ہیں زمیندارہ جانتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ اگر پانی میں درخت زیادہ دیر کھڑا رہے تو جڑیں گلنی شروع ہو جاتی ہیں، تنے گل جاتے ہیں اور پودے مر جاتے ہیں۔ اور اسی طرح جو زمینیں پانی روکنے والی ہیں ان میں بھی یہی حال ہوتا ہے۔ تو بہرحال اس جذبہ قربانی کی وجہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے۔ یہ بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے کا جذبہ پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے اور زیادہ پھل لانے کا، تمہارے اموال و نفوس میں برکت کا باعث بنتا ہے۔ اگر کبھی حالات موافق نہ بھی ہوں، بارشیں نہ بھی ہوں، تو بھی۔ اگر زیادہ بارشیں ہوں تو بھی نقصان دہ ہوتی ہیں اور کم بارشیں ہوں تو بھی نقصان دہ ہوتی ہیں۔ لیکن ایک اچھی زرخیز زمین پر جو محفوظ زمین ہو، زیادہ بارشیں نہ بھی ہوں تو تب بھی ان کو ہلکی نمی جو رات کے وقت پہنچتی رہتی ہے یہ بھی فائدہ دیتی ہے۔ تو فرمایا کہ اگر ایسے حالات بہتر نہیں بھی تو تب بھی اللہ تعالیٰ تمہاری اس قربانی کی وجہ سے جو تم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہو تمہاری تھوڑی کوششوں میں بھی اتنی برکت ڈال دیتا ہے کہ پھلوں کی کوئی کمی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کوئی کمی نہیں رہتی۔ تمہارا کسی کام کو تھوڑا سا بھی ہاتھ لگانا اس میں برکت ڈال دیتا ہے

بقیہ صفحہ 11 پر

نظم

جمال و حُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فِکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لوٗلوئے عمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اُس کے ہمتائی، کہاں مقدورِ انساں ہے
ارے لوگو! کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بُوئے ایماں ہے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جَہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو! نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام
(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 198)

آج کی دعا

وَمَاتَوْفِيْقِي اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ انْصُرْنِي مِنْ لَّدُنْكَ رَبِّ اَيِّدْنِي مِنْ لَّدُنْكَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِي طَرَدُوْنِي فَآوِنِي مِنْ لَّدُنْكَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِي لَعَنُوْنِي فَارْحَمْنِي مِنْ لَّدُنْكَ اِرْحَمْنِي يَارَبَّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ۔ اِرْحَمْنِي يَا اَرْحَمَ الرُّحَمَآءِ۔ وَلَا رَاحِمَ اِلَّا اَنْتَ ۔اِنَّكَ اَنْتَ حِبِّي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ وَاَنْتَ لَا تُضِيْعُ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔

(حجۃ اللہ۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 164)

ترجمہ: اللہ کی توفیق کے سوا مجھے اور کوئی توفیق نہیں۔ اے میرے رب! اپنی جناب سے میری مدد فرما۔ اے میرے رب! اپنی جناب سے میری تائید فرما۔ اے میرے رب میری قوم نے مجھے دھتکار دیا ہے، پس تو مجھے اپنے حضور میں پناہ دے دے۔ اے میرے رب! میری قوم نے مجھ پر ملامت کی ہے، پس اپنی جناب سے مجھے رحمت نصیب کر۔ اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! مجھ پر رحم فرما۔ اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے! مجھ پر رحم فرما کہ تیرے سوا کوئی رحم کرنے والا نہیں۔ یقیناً تو ہی دنیا و آخرت میں میرا محبوب ہے۔ اور تو ہی رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ میں نے تجھ پر ہی توکل کیا ہے اور تو توکل کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔

یہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدا تعالیٰ کے حضور درد بھری دعائے رحمت و نصرت ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ 4 دسمبر 2020 کو جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آج کل پاکستان میں حالات ہیں وہ مزید سخت ہوتے چلے جا رہے ہیں بعض افسران جو ہیں (حکومتی) مولوی کے پیچھے چل کے اور ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے ہمیں جس حد تک نقصان پہنچا سکتے ہیں پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔ ربوہ کے احمدی بھی، پاکستان کے دوسرے شہروں میں بسنے والے احمدی بھی۔ ہر جگہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور ان کے منصوبے جو نہایت بھیانک اور خطرناک منصوبے ہیں ان سے بچا کے رکھے۔ اور ان لوگوں کی اب پکڑ کے جلد سامان فرمائے۔ آمین“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 دسمبر 2020)

اے خدا تیرے لیے ہر ذرہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہار دیں کہ میں ہوں اشکبار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتی اسلام تا ہو جائے اس طوفان سے پار

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25؍ دسمبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

تربیت کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ... ایم ٹی اے کے ساتھ تعلق رکھیں اور خاص طور پر جمعے کے خطبات ضرور سنا کریں تا کہ خلافت سے تعلق قائم رہے

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر نوافل اور خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک

پانچ مرحومین مکرمہ ھمدہ عباس صاحبہ اہلیہ مکرم عباس بن عبدالقادر صاحب خیرپور سندھ، مکرم رضوان سید نعیمی صاحب عراق، مکرم ملک علی محمد صاحب، بجکہ ضلع سرگودھا مکرم احسان احمد صاحب لاہور اور مکرم ریاض الدین شمس صاحب کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25؍ دسمبر 0202ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم رانا عطاء الرحیم صاحب کے حصے میں آئی۔تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ خطبات کے تسلسل میں حضرت علیؓ کا ذکر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

گذشتہ خطبے میں حضرت عثمانؓ کی شہادت اور باغیوں کا ذکر ہوا تھا۔ اس سلسلے میں حضرت علیؓ نے جو کوششیں کیں اس بارے میں ایک بہت اہم بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ چونکہ تم لوگ صحابہ کے مشابہ ہو اس لیے مَیں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی تباہی کے اسباب تاریخ سے بیان کروں۔ پس تم ہوشیار ہو جاؤ اور جو لوگ تم میں نئے آئیں ان کے لیے تعلیم کا بندوبست کرو۔حضرت عثمان کے وقت جو فتنہ اٹھا تھا وہ صحابہ سے نہیں اٹھا تھا۔ اس فتنے کے بانی صحابہ نہیں تھے بلکہ وہ لوگ تھے جو بعد میں آئے، جنہیں آنحضرت ﷺ کی صحبت نصیب نہ ہوئی۔ پس مَیں آپ لوگوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ کثرت سے قادیان آؤ تا کہ تمہارے ایمان تازہ رہیں اور خشیت اللہ بڑھتی رہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج کل اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی نعمت مہیا فرمادی ہے۔ پس تربیت کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعے کے علاوہ ایم ٹی اے کے ساتھ تعلق رکھیں اور خاص طور پر جمعے کے خطبات ضرور سنا کریں تا کہ خلافت سے تعلق قائم رہے بلکہ بہتر ہوتا رہے اور بڑھتا رہے۔

جنگِ جمل حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان 36؍ ہجری میں ہوئی۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھے۔حضرت عائشہؓ میدانِ جنگ میں ایک اونٹ پر سوار تھیں اس لیے اسے جنگِ جمل کہا جاتا ہے۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کے گروہ مختلف جہات میں پھیل کر اپنے اوپر سے الزام ہٹانے کے لیے دوسروں پر الزام لگاتے تھے۔ اسی لیے جب حضرت علیؓ نے مسلمانوں کی بیعت لے لی تو ان کو علیؓ پر الزام لگانے کا عمدہ موقع مل گیا۔

حضرت عائشہؓ فریضۂ حج کی ادائیگی سے واپس آ رہی تھیں جب انہیں حضرت عثمانؓ کی شہادت، حضرت علیؓ کی خلافت اور فتنہ وفساد کی خبر ملی۔ آپؓ مدینے جانے کی بجائے مکّہ واپس تشریف لے گئیں اور لوگوں کو حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے کے لیے اکٹھا کیا۔حضرت عائشہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کے ساتھ ایک بڑا قافلہ بصرہ روانہ ہوا۔ دوسری جانب حضرت علیؓ نے بھی بصرے کا رخ کیا۔ دونوں لشکروں کا قیام قریب قریب تھا۔حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو روانہ کیا جو پہلے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؓ کا ارادہ دریافت کیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہمارا ارادہ اصلاح کا ہے۔ پھر وہ شخص حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کے پاس گیا، ان دونوں نے بھی اصلاح کو ہی مقصد بیان کیا۔ اس شخص نے سمجھایا کہ اگر آپ لوگوں کا مقصد اصلاح ہے تو اس کا یہ طریق نہیں۔ اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ اگر ایک مجرم کو قتل کریں گے تو اس کی تائید میں ہزار آدمی کھڑے ہو جائیں گے۔ پس اصلاح یہ ہے کہ پہلے ملک کو اتحاد کی رسّی میں باندھا جائے پھر شریروں کو سزا دی جائے۔ دونوں طرف سے مصالحت کی طرح ڈالی گئی اور مذاکرات کامیاب بھی ہو گئے مگر رات کے وقت وہ گروہ جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھا اور اس کا ایک حصّہ حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل تھا، اس گروہ نے حضرت عائشہؓ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔حضرت علیؓ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ جب تک حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار رہیں گی یہ جنگ ختم نہیں ہو گی۔ آپؓ کے حکم سے حضرت عائشہؓ کے اونٹ کو نشانہ بنایا گیا چنانچہ آپؓ کا اونٹ گرنے کے بعد اہلِ جمل منتشر ہو گئے۔ جنگ کے آغاز میں ہی حضرت زبیرؓ حضرت علیؓ کی زبان سے آنحضرت ﷺ کی ایک پیش گوئی سننے کے بعد، اپنی اجتہادی غلطی بھانپ کر جنگ سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ ایک شقی القلب نے آپؓ کا پیچھا کیا اور اس حالت میں کہ آپؓ نماز پڑھ رہے تھے ان کو شہید کر دیا۔حضرت طلحہؓ نے بھی اپنی وفات سے قبل حضرت علیؓ کی بیعت کا اقرار کر لیا تھا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو مقتولین میں حضرت طلحہؓ کی نعش ملی جس پر حضرت علیؓ نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور آپؓ کے قاتلوں پر لعنت کی۔ جنگ کے اختتام پر حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کے لیے سواری اور زادِ راہ کا انتظام کیا اور حضرت عائشہؓ کو چھوڑنے کے لیے خود تشریف لائے۔حضرت عائشہؓ نے اس موقعے پر فرمایا کہ اے میرے بیٹو! ہم نے تکلیف اور زیادتی سے ایک دوسرے کو ناراض کیا۔ آئندہ ہمارے ان اختلافات کے باعث کوئی شخص ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ خدا کی قسم میرے اور علی کے درمیان سسرالی رشتے داروں جیسے اختلاف کے سِوا کوئی اختلاف نہ تھا۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے لوگو! حضرت عائشہؓ نے اچھی اور سچی بات کہی، آپ دنیا و آخرت میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔

حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان 37؍ ہجری میں جنگِ صفین ہوئی۔ صفین شام اور عراق کے درمیان ایک مقام ہے۔حضرت علیؓ کوفے سے فوج لے کر صفین پہنچے تو حضرت امیر معاویہ کی سرکردگی میں شامی لشکر وہاں پہلے سے موجود تھا۔حضرت علیؓ کی یقین دہانی پر کہ وہ لڑنے نہیں آئے حضرت امیر معاویہ تصفیے پر رضامند ہو گئے۔حضرت امیر معاویہؓ کا اصرار تھا کہ حضرت علیؓ قاتلینِ عثمانؓ کو ان کے حوالے کر دیں۔ دونوں فریقین کی جانب سے صلح کی ہر ممکن کوشش کی گئی تاہم صَفر 37؍ ہجری میں باقاعدہ جنگ کا اعلان ہوا۔ جب جنگ کچھ مدت تک کسی حتمی نتیجے تک نہ پہنچی تو امیر معاویہ کی ہمت پست ہو گئی۔ اس موقعے پر حضرت عمرو بن عاص نے انہیں مشورہ دیا کہ قرآن مجید کے نسخے نیزوں پر بندھوائیں اور اعلان کروائیں کہ فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق ہونا چاہیے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جس کے نتیجے میں حضرت علیؓ کے متبعین میں اختلاف پیدا ہو گیا۔حضرت علیؓ کی فوج کی اکثریت نے تحکیم پر رضامندی کا اظہار کیا۔ شامیوں کی طرف سے عمرو بن عاص اور حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو حَکم نامزد کیا گیا۔ یہ تحکیم قتلِ عثمانؓ کے واقعے میں تھی اور شرط یہ تھی کہ قرآن کریم کے مطابق فیصلہ ہو۔ مگر حکمین نے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے حضرت علیؓ اور امیر معاویہ دونوں کو امارت سے معزول کر دیا جائے حالانکہ وہ اس لیے مقرر ہی نہیں کیے گئے تھے۔ ایک جلسۂ عام میں حضرت ابوموسیٰؓ نے پہلے حضرت علیؓ کی معزولی کا اعلان کیا پھر عمرو بن عاص کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ مَیں ابوموسیٰ کی بات سے متفق ہوں اور حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کرتا ہوں لیکن معاویہ کو معزول نہیں کرتا۔حضرت عمرو بن عاص خود بہت نیک آدمی تھے لیکن باوجود نیکی کے انہوں نے یہ فیصلہ کیوں کیا یہ ایک علیحدہ مضمون ہے لیکن بہر حال یہ فیصلہ غلط تھا۔حضرت علیؓ نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کیا اور فرمایا کہ نہ حَکم اس غرض کے لیے مقرر تھے اور نہ ان کا یہ فیصلہ کسی قرآنی حکم پر ہے۔ منافق طبع باغیوں نے اس صورتِ حال کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور بحث و مباحثہ کے بعد حضرت علیؓ کی بیعت سے علیحدہ ہو گئے اور خوارج کہلائے۔ انہوں نے یہ مذہب نکالا کہ واجب الاطاعت خلیفہ کوئی نہیں بلکہ کثرتِ مسلمین کے فیصلے کے مطابق عمل ہوا کرے گا۔

خوارج نے تحکیم کو گناہ قرار دے کر حضرت علیؓ سے توبہ اور خلافت سے معزولی کا مطالبہ کیا جس کے باعث 38؍ ہجری میں حضرت علیؓ اور خوارج کے درمیان جنگِ نہروان ہوئی۔خوارج نے بصرہ میں جتھا جمع کیا اور عبداللہ بن وہب کو اپنا امیر بنایا۔ ان لوگوں نے حضرت علیؓ کی مخالفت میں صحابیٔ رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن خباب، آپؓ کی حاملہ بیوی اور حضرت علیؓ کے سفیر تک کو شہید کیا۔ ایسی صورتِ حال میں حضرت علیؓ نے شام کا ارادہ ترک کر کے ان لوگوں کے مقابلے کا فیصلہ کیا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو حضرت علیؓ نے خوارج کو صلح کی پیش کش کی چنانچہ چار ہزار کے لشکر میں سے ایک سَو حضرت علیؓ سے آملے اور ایک بڑی تعداد واپس لوٹ گئی۔ اس جنگ میں تمام خوارج مارے گئے۔حضرت علیؓ کا لشکر پینسٹھ ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا جس میں سے روایات کے مطابق سات آدمی شہید ہوئے۔

حضرت علیؓ کے واقعات آئندہ ہفتے جاری رہنے کا ذکر کرنے کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بار پھر الجزائر اور پاکستان کے احمدیوں کے لیے دعا کی تحریک فرمائی۔ الجزائر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سارے احمدیوں کو مختلف عدالتوں نے جھوٹے الزامات سے بَری کیا ہے ۔حضورِ انور نے دعاؤں اور نوافل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے رب کل شئی خادمك، اللهم انا نجعلك في نحورهم، استغفار اور درود شریف بکثرت پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔

خطبے کے آخری حصّے میں حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ ۱۔ مکرمہ ھمدہ عباس صاحبہ اہلیہ مکرم عباس بن عبدالقادر صاحب خیرپور سندھ۔ ۲۔ مکرم رضوان سید نعیمی صاحب عراق۔ ۳۔ مکرم ملک علی محمد صاحب بجکہ ضلع سرگودھا۔ ۴۔ مکرم احسان احمد صاحب ولد مکرم شفقت محمود صاحب لاہور۔ ۵۔ مکرم ریاض الدین شمس صاحب ابن مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت، بلندیٔ درجات اور لواحقین کے لیے صبرِ جمیل عطا ہونے کی دعا کی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 04؍ دسمبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں جو تیرے لیے خادم سے بہتر ہے؟ تم اپنے بستر پر جاتے ہوئے تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہو، تینتیس مرتبہ الحمدللہ کہو اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہو

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے لڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آتا تھا تو میں آپؐ کے سائبان کی طرف بھاگ جاتا تھا لیکن جب بھی میں گیا میں نے آپؐ کو سجدے میں گڑگڑاتے ہوئے پایا۔ اور میں نے سنا کہ آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔ اے خدا میرے زندہ خدا، اے میرے خدا زندگی بخش آقا

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اپنی تنگ دستی اور غربت کے باوجود زہد وقناعت کا نمونہ دکھایا کرتے تھے

آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد اور داماد ابوتراب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

چار مرحومین مکرم کمانڈر چودھری محمد اسلم صاحب آف کینیڈا، محترمہ شاہینہ قمر صاحبہ اہلیہ قمر احمد شفیق صاحب ڈرائیور نظارت علیا اور ان کے بیٹے عزیزم ثمر احمد، اور مکرمہ سعیدہ افضل کھوکھر صاحبہ اہلیہ محمد افضل کھوکھر صاحب شہید کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعا کی تحریک

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ خطبے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ آج بھی اسی سلسلے میں بیان کروں گا۔

حضرت علیؓ کی مؤاخات کے بارے میں روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دو مرتبہ اپنا بھائی قرار دیا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کے درمیان مکے میں مؤاخات قائم فرمائی۔ پھر آپؐ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مدینے میں ہجرت کے بعد مؤاخات قائم فرمائی اور دونوں مرتبہ حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۸۸ ذکر علی بن ابی طالب، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۶ء)

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابو طالبؓ اور حضرت سھل بن حُنَیْفؓ کے درمیان مؤاخات کا رشتہ قائم کیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۱۶ باب ذکر علی ابن ابی طالب مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۱۷ء)

یہ مؤاخات کب کب ہوئی؟ اس بارے میں تاریخ میں ذکر ملتا ہے کہ مؤاخات دو مرتبہ ہوئی۔ چنانچہ صحیح بخاری کے ایک شارح علامہ قسطلانی بیان کرتے ہیں کہ مؤاخات دو مرتبہ ہوئی۔ پہلی مرتبہ ہجرت سے قبل مکّے میں مہاجرین میں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے درمیان، حضرت زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان اور حضرت علیؓ اور اپنے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین اور انصار کے درمیان حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں مؤاخات قائم فرمائی۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو صحابہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی یعنی پچاس مہاجرین اور پچاس انصار کے درمیان۔

(ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جزء ۸ صفحہ ۴۱۰-۴۱۱ حدیث نمبر ۳۹۳۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

حضرت علیؓ غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے سوائے غزوۂ تبوک کے۔ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اہل و عیال کی نگہداشت کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ (اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد ۰۴ صفحہ ۹۲ ذکر علی بن ابی طالب، دارالفکر للطباعۃ والنشر التوزیع بیروت ۲۰۰۳ء)

حضرت ثَعْلَبَہ بن ابو مالِکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عُبادہؓ ہر موقعے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے علمبردار ہوتے تھے مگر جب لڑائی کا وقت آتا تو حضرت علی بن ابو طالبؓ جھنڈا لے لیتے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد ۰۴ صفحہ ۹۳ ذکر علی بن ابی طالب، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت ۲۰۰۳)

غزوہ عُشَیرہ جمادی الاولیٰ دو ہجری میں ہوا تھا۔ تاریخ و سیرت کی کتب میں اس غزوہ کا نام غزوہ عُشَیرہ کے علاوہ غزوہ ذوالعُشَیرہ، ذات العُشَیرہ اور عُسیرہ بھی بیان ہوا ہے۔ عُشَیرہ ایک قلعے کا نام ہے جو کہ حجاز میں یَنْبُعْ اور ذُوالْمَرْوَۃ کے درمیان واقع ہے۔ اس کے متعلق تفصیل بیان فرماتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ جمادی الاولیٰ سن 2/ ہجری میں قریش مکہ کی طرف سے کوئی خبر پاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ مدینے سے نکلے اور اپنے پیچھے اپنے رضاعی بھائی ابو سَلَمہ بن عَبْدُالْاَسَد کو امیر مقرر فرمایا۔ اس غزوے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی چکر کاٹتے ہوئے بالآخر ساحل سمندر کے قریب یَنْبُعْ کے پاس مقام عُشَیْرَہ تک پہنچے اور گو قریش کا مقابلہ نہیں ہوا مگر اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو مُدْلِج کے ساتھ ایک معاہدہ طے فرمایا اور پھر واپس تشریف لے آئے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 329) (لغات الحدیث جلد 3 صفحہ 110-111 زیر لفظ عشیرہ)

(السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ صفحہ ۱۷۵ باب ذکر مغازیہؐ، غزوۃ العشیرہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

(الدلائل النبوۃ للبیھقی جلد ۵ صفحہ ۴۶۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۸ء)

حضرت علیؓ اس غزوے میں شامل ہوئے تھے۔ اس حوالے سے مسند احمد بن حنبل کی روایت اس طرح ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ ذات العُشَیرہ میں حضرت علیؓ اور مَیں رفیقِ سفر تھے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنو مُدْلِج کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کھجور کے باغات میں اپنے ایک چشمے پر کام کر رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے مجھے فرمایا اے اَبُویَقْظَان تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا ہم ان لوگوں کے پاس جائیں اور دیکھیں وہ کیا کر رہے ہیں؟ پس ہم ان کے پاس آئے اور ان کے کام کو کچھ دیر دیکھا۔ پھر ہمیں نیند آنے لگی تو مَیں اور حضرت علیؓ وہاں سے چلے اور کھجوروں

کے درمیان مٹی پر ہی لیٹ کر سو گئے۔ اللہ کی قسم! ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نے نہ جگایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے پاؤں کے مس سے جگایا جبکہ ہمارے جسموں پر مٹی لگ چکی تھی۔ اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے جسم پر مٹی دیکھ کر فرمایا۔ اے ابوتراب! پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں دو بدبخت ترین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں۔ ابوتراب کا ذکر پچھلی دفعہ بھی خطبے میں ہوا تھا کہ مسجد میں سوئے ہوئے تھے۔ مٹی لگ گئی تھی تو آپؐ نے کہا اے ابوتراب! ابوتراب کے نام سے پکارا۔ اس وقت سے آپؓ کی کنیت یہ بھی ہوگئی تھی یا ہوسکتا ہے اس وقت سے آپ نے یہ نام رکھا ہو، بعد میں بھی ہو یا دونوں جگہ فرمایا ہو۔ جو بھی پہلے کا واقعہ ہے۔ پہلے کا واقعہ تو یہی لگتا ہے۔ بہرحال کیا میں تمہیں دو بدبخت ترین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں! ہم نے کہا ہاں یارسول اللہؐ! آپ نے فرمایا پہلا شخص قوم ثمود کا اُحَیمِر تھا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں اور دوسرا شخص وہ ہے جو اے علی! تمہارے سر پر وار کرے گا یہاں تک کہ خون سے یہ داڑھی تر ہو جائے گی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد۰۶ صفحہ ۲۶۱ مسند عَمَّارِبْنِ یَاسِر حدیث: ۱۸۵۱۱ عالم الکتب للطباعة والنشر التوزیع بیروت ۱۹۹۸ء)

غزوۂ سَفْوَان، بَدْرُالْاُوْلیٰ جُمَادَی الآخِر میں 2/ ہجری میں ہوا تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کے بارے میں تفصیل اس طرح لکھی ہے کہ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ عُشَیرہ سے واپس مدینہ تشریف لائے ہوئے دس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ مکہ کے ایک رئیس کُرْزبن جَابِر فِہرِی نے قریش کے ایک دستہ کے ساتھ کمال ہوشیاری سے مدینہ کی چراگاہ پر جو شہر سے صرف تین میل پر تھی اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں کے اونٹ وغیرہ لوٹ کر چلتا بنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی تو آپ فوراً زید بن حارِثؓ کو اپنے پیچھے امیر مقرر کر کے مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اس کے تعاقب میں نکلے اور سَفْوَان تک جو بدر کے پاس ایک جگہ ہے اس کا پیچھا کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا۔ اس غزوہ کو غزوۂ بدر الاولیٰ بھی کہتے ہیں۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 330)

اس غزوے کے موقعے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو سفید جھنڈا عطا فرمایا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۲ صفحہ ۲۵۳ ذکر عدد مغازی رسول اللہؐ و سرایاہ مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت لبنان ۱۹۹۶ء)

غزوۂ بدر 2/ ہجری مطابق مارچ 623ء میں ہوا تھا اور اس کا ذکر اور اس میں حضرت علیؓ کے بارے میں یوں تذکرہ ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت بَسْبَس بن عَمْروؓ کو مشرکین کی خبر دریافت کرنے کے لیے بدر کے چشمہ پر بھیجا۔ انہوں نے قریش کو اپنے جانوروں کو پانی پلاتے ہوئے دیکھا اور مشرکین کی اس جماعت کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۲ صفحہ ۲۵۶ غزوۃ بدر۔ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان ۱۹۹۶ء)
(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 349)

غزوۂ بدر کے موقعے پر جب دونوں لشکر آمنے سامنے تھے تو سب سے پہلے ربیعہ کے دونوں بیٹے شَیْبَہ، عُتْبَہ اور ولید بن عُتْبَہ نکلے اور مبارزت کی دعوت دی تو قبیلہ بنو حارث کے تین انصاری معاذ اور معوذ اور عوف جو عفراء کے فرزند تھے ان کی طرف سے مقابلے کے لیے نکلے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ناپسند فرمایا کہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان پہلی مڈھ بھیڑ میں انصار شامل ہوں بلکہ آپ نے یہ پسند فرمایا کہ آپ کے چچا کی اولاد اور آپ کی قوم کے ذریعہ سے یہ شوکت ظاہر ہو۔ پس آپؐ نے انصار کو حکم دیا تو وہ اپنی صفوں میں واپس آ گئے اور آپ نے ان کے لیے کلمہ خیر فرمایا۔ پھر مشرکین نے کہا اے محمدؐ! ہماری طرف مقابلے کے لیے ہماری قوم میں سے ہمارے ہم پلّہ لوگ بھیجو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو ہاشم! اٹھو اپنے حق کے لیے لڑو جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا ہے جبکہ وہ لوگ اپنے باطل کے ساتھ آئے کہ وہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ پس حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ، حضرت علی بن ابوطالبؓ اور حضرت عُبَیْدَہ بن حارِثؓ کھڑے ہوئے اور ان کی طرف بڑھے تو عتبہ نے کہا کچھ بولو تاکہ ہم تمہیں پہچان سکیں۔ ان لوگوں نے خود پہنے ہوئے تھے جن کی وجہ سے چہرے چھپے ہوئے تھے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا کہ میں حمزہ بن عبدالمطلب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شیر ہوں۔ اس پر عتبہ نے کہا اچھا مقابل ہے اور میں حلیفوں کا شیر ہوں۔ تیرے ساتھ یہ دو کون ہیں۔ حضرت حمزہؓ نے کہا علی بن ابو طالبؓ اور عُبَیدہ بن حارِثؓ۔ عتبہ نے کہا دونوں اچھے مقابل ہیں۔ پھر اس نے یعنی عتبہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے ولید! اٹھو۔ پس حضرت علیؓ اس کے مقابل گئے اور ان دونوں میں تلوار چلنے لگی اور حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر عتبہ کھڑا ہوا اور اس کے مقابل میں حضرت حمزہؓ نکلے۔ پھر ان دونوں کے درمیان تلوار چلی۔ حضرت حمزہؓ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر شَیْبَہ کھڑا ہوا اور اس کے مقابل پر حضرت عُبَیدہ بن حارِثؓ نکلے جبکہ وہ (حضرت عبیدہؓ) اس دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھے۔ شیبہ نے حضرت عبیدہؓ کی ٹانگ پر تلوار کا کنارا مارا جو آپ کی پنڈلی کے گوشت میں لگا اور اس کو چیر دیا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے شَیبہ پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۲ صفحہ ۲۵۷ غزوۃ بدر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان ۱۹۹۶ء)

یہ روایت دو سال ہوئے پہلے بھی بیان ہوئی تھی۔ کچھ حصہ مَیں بیان کرتا ہوں۔ ایک اَور روایت ہے جو حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں۔ اس کا تذکرہ اس طرح ملتا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی نکلے اور پکار کر کہا کہ کون ہمارے مقابلے کے لیے آتا ہے تو انصار کے کئی نوجوانوں نے اس کا جواب دیا۔ عتبہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتا دیا کہ ہم انصار میں سے ہیں۔ عتبہ نے کہا کہ ہمیں تم سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ ہم تو صرف اپنے چچا کے بیٹوں سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے حمزہ! اٹھو۔ اے علی! کھڑے ہو۔ اے عبیدہ بن حارث! آگے بڑھو۔ حمزہؓ تو عتبہ کی طرف بڑھے اور حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں شیبہ کی طرف بڑھا اور عبیدہؓ اور ولید کے درمیان جھڑپ ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے کو سخت زخمی کیا اور پھر ہم ولید کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو مار ڈالا اور عُبَیدہ کو ہم میدان جنگ سے اٹھا کر لے آئے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی المبارزۃ حدیث ۲۶۶۵)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس میں کفار کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ تھی۔ رات بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے حضور عاجزانہ دعاؤں اور تضرعات میں مصروف رہے۔ جب کفار کا لشکر ہمارے قریب ہوا اور ہم ان کے سامنے صف آرا ہوئے تو ناگاہ ایک شخص پر نظر پڑی جو سرخ اونٹ پر سوار تھا اور لوگوں کے درمیان اس کی سواری چل رہی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علیؓ، حمزہؓ! جو کفار کے قریب کھڑے ہیں انہیں پکار کر پوچھو کہ سرخ اونٹ والا کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص انہیں خیر بھلائی کی نصیحت کرسکتا ہے تو وہ سرخ اونٹ والا شخص ہے۔ اتنی دیر میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے۔ انہوں نے آ کر بتایا کہ وہ عُتْبہ بن رَبِیعہ ہے جو کفار کو جنگ سے منع کر رہا ہے جس کے جواب میں ابوجہل نے اسے کہا کہ تم بزدل ہو اور لڑائی سے ڈرتے ہو۔ عُتبہ نے جوش میں آ کر کہا کہ آج دیکھتے ہیں کہ بزدل کون ہے۔

(مسند احمد جلد ا صفحہ ۳۳۸-۳۳۹ حدیث ۹۴۸ مسند علی بن ابی طالب مطبوعہ عالم الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۸ء)

بہرحال پھر وہ جنگ میں شامل ہوا۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے موقعے پر میرے اور حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں فرمایا تم دونوں میں سے ایک کے دائیں جانب حضرت جبرئیل ہیں اور دوسرے کے دائیں جانب حضرت میکائیل ہیں اور حضرت اسرافیل عظیم فرشتہ ہے جو لڑائی کے وقت حاضر ہوتا ہے اور صف میں ہوتا ہے۔

(المستدرك على الصحيحين جزء ۳ صفحہ ۳۴۵ کتاب معرفة الصحابة حدیث نمبر ۴۴۷۱ مطبوعہ دار الفکر لبنان ۲۰۰۲ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ غزوۂ بدر کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے لڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آتا تھا تو میں آپؐ کے سائبان کی طرف بھاگ جاتا تھا لیکن جب بھی میں گیا میں نے آپؐ کو سجدہ میں گڑگڑاتے ہوئے پایا۔ اور میں نے سنا کہ آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔ اے خدا میرے زندہ خدا، اے میرے خدا زندگی بخش آقا۔ حضرت ابوبکرؓ آپ کی اس حالت کو دیکھ کر بے چین ہوئے جاتے تھے اور کبھی کبھی بے ساختہ عرض کرتے تھے یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ اللہ اپنے وعدے ضرور پورے کرے گا۔ مگر اس کے باوجود آپؐ کا برابر دعا کیے جانا، آپؐ دعا میں مصروف تھے اور اس خوف میں تھے

کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے بھی بعض دفعہ مشروط ہوتے ہیں۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 361)

حضرت فاطمہؓ سے شادی 2/ہجری میں ہوئی۔ حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت فاطمہؓ سے عقد کی درخواست کی جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوشی قبول فرمایا۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر حضرت فاطمہؓ سے شادی کی درخواست کی لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپؐ حضرت فاطمہؓ کی شادی مجھ سے کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا کیا تمہارے پاس مہر کے لیے کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرا گھوڑا اور میری زرہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: گھوڑا تو تمہارے لیے ضروری ہے البتہ اپنی زرہ کو بیچ دو۔ چنانچہ میں نے اپنی زرہ کو چارسو اسّی درہم میں بیچ کر حق مہر کی رقم کا انتظام کیا۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حق مہر رکھ لو تو جو ہوگا دیکھی جائے گی، دے دیں گے۔ لیکن ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق مہر کے لیے پہلے انتظام کرو۔ اس کا مطلب یہ فوری حق ہے۔ یہ نہیں ہے جب کہ بعض لوگ مجھے لکھ دیتے ہیں کہ عورتیں حق مہر کا پہلے مطالبہ کر لیتی ہیں حالانکہ ہم ہنسی خوشی رہ رہے ہیں۔ مطالبہ کر دیتی ہیں تو یہ ان کا حق ہے۔ یہ تو اسی وقت دینا چاہیے اور اس کے نہ دینے سے پھر جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر طلاق خلع کے وقت تو یہ ادا ہونا چاہیے حالانکہ اس یعنی حق مہر کا طلاق اور خلع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بہرحال ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے یہ زرہ حضرت عثمانؓ کو بیچی۔ حضرت عثمانؓ نے زرہ کی قیمت بھی ادا کر دی اور زرہ بھی واپس کر دی۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں وہ رقم لے کر آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے مٹھی بھر بلال کو دیتے ہوئے فرمایا: اس سے کچھ خوشبو خرید لاؤ اور کچھ لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ حضرت فاطمہؓ کا جہیز تیار کرو۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کے لیے ایک چارپائی، چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی یہ سب تیار کیا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ سے یہ رشتہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: میرے ربّ نے مجھے ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

رخصتی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ جب فاطمہ تمہارے پاس آئیں تو جب تک میں نہ آؤں کوئی بات نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ حضرت امّ ایمنؓ کے ساتھ آئیں اور گھر کے ایک حصہ میں بیٹھ گئیں۔ مَیں بھی ایک طرف بیٹھ گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا میرا بھائی یہاں ہے۔ ام ایمن نے کہا کہ آپؐ کا بھائی؟ اور آپؐ نے اپنی بیٹی کی شادی اس سے کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ کیونکہ ایسے رشتے میں شادی ہوسکتی ہے۔ بہرحال وہ سگا بھائی نہیں ہے۔ آپ اندر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے کہا میرے پاس پانی لاؤ۔ وہ اٹھیں اور گھر میں رکھے ہوئے ایک پیالے میں پانی لائیں۔ آپؐ نے اسے لیا اور اس میں کلی کی پھر حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ آگے بڑھو وہ آگے ہوئیں۔ آپ نے ان پر اور ان کے سر پر کچھ پانی چھڑکا اور دعا دیتے ہوئے کہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اے اللہ! اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا دوسری طرف رخ کرو۔ جب انہوں نے دوسری طرف رخ کیا تو آپ نے ان کے کندھوں کے درمیان پانی چھڑکا۔ پھر ایسا ہی حضرت علیؓ کے ساتھ کیا۔ حضرت علیؓ سے فرمایا اپنے اہل کے پاس جاؤ اللہ کے نام اور برکت کے ساتھ۔

اسی طرح حضرت علیؓ سے ایک روایت یوں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں وضو کیا۔ پھر اس پانی کو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پر چھڑکا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْھِمَا وَبَارِکْ لَھُمَا فِیْ شَمْلِھِمَا۔ اے اللہ! ان دونوں میں برکت رکھ دے اور ان دونوں کے جمع ہونے میں برکت رکھ دے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سَلَمہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ ہم فاطمہ کو تیار کریں۔ یہاں تک کہ ہم اس کو حضرت علیؓ کے پاس لے جائیں۔ چنانچہ ہم گھر کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہم نے اس کو بطحا کے نواح کی نرم مٹی سے لیپا۔ پھر کھجور کے ریشوں سے دو تکیے بھرے۔ ہم نے اس کو اپنے ہاتھوں سے دھنا۔ پھر ہم نے کھجور اور منقہ کھانے کے لیے اور میٹھا پانی پینے کے لیے رکھا اور ایک لکڑی لی اور اس کو کمرے میں ایک طرف لگا دیا تاکہ اس پر کپڑے وغیرہ لٹکائے جاسکیں اور اس پر مشکیزہ لٹکایا جائے۔ یعنی کپڑے لٹکانے کے لیے اور مشکیزہ لٹکانے کے لیے وہ لکڑی کھڑی کی۔ ہم نے حضرت فاطمہؓ کی شادی سے اچھی کوئی شادی نہیں دیکھی۔ دعوت ولیمہ کھجور، جَو، پنیر اور حَیْس پر مشتمل تھا۔ حَیْس اس کھانے کو کہتے ہیں جو کھجور اور گھی اور پنیر وغیرہ سے ملا کے بنایا جاتا ہے۔ حضرت اسماء بنت عُمَیس بیان کرتی ہیں کہ اس زمانے میں اس دعوت ولیمہ سے بہتر کوئی ولیمہ نہیں ہوا۔

(شرح العلامہ الزرقانی علی المواھب اللدنیة جلد ۰۲ صفحہ ۳۵۷ تا ۳۶۷ ذکر تزویج علی بفاطمة دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۶ء)

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب الولیمة حدیث نمبر ۱۹۱۱)

(تاریخ الخمیس جزء ۲ صفحہ ۷۷ فی الوقائع من اول ھجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم الی وفاتہ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۹ء)

(طبقات الکبریٰ جزء ۸ صفحہ ۱۹ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

(لغات الحدیث جلد 1 صفحہ 172 کتاب الحاء)

حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی شادی کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیینؐ میں یوں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں جو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئی اور آپؐ اپنی اولاد میں سب سے زیادہ حضرت فاطمہؓ کو عزیز رکھتے تھے۔ اور اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے وہی اس امتیازی محبت کی سب سے زیادہ اہل بھی تھیں۔ اب ان کی عمر کم و بیش پندرہ سال کی تھی اور شادی کے پیغامات آنے شروع ہو گئے تھے۔ سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کے لیے حضرت ابوبکرؓ نے درخواست کی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا مگر ان کی درخواست بھی منظور نہ ہوئی۔ اس کے بعد ان دونوں بزرگوں نے یہ سمجھ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ حضرت علیؓ کے متعلق معلوم ہوتا ہے حضرت علیؓ سے تحریک کی کہ تم فاطمہ کے متعلق درخواست کر دو۔ حضرت علیؓ نے جو غالباً پہلے سے خواہش مند تھے مگر بوجہ حیا خاموش تھے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست پیش کر دی۔ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی وحی کے ذریعہ یہ اشارہ ہو چکا تھا کہ حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہونی چاہیے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے درخواست پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تو اس کے متعلق پہلے سے خدائی اشارہ ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا تو وہ بوجہ حیا کے خاموش رہیں۔ یہ بھی ایک طرح کا اظہارِ رضامندی تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کو جمع کر کے حضرت علیؓ اور فاطمہ کا نکاح پڑھایا۔ یہ 2 ہجری کی ابتدا یا وسط کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد جب جنگ بدر ہو چکی تو غالباً ماہ ذوالحجہ 2/ہجری میں رخصتانہ کی تجویز ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر کی ادائیگی کے لیے کچھ ہے یا نہیں؟

یہ باغ والا واقعہ جو پچھلی دفعہ بیان ہوا تھا اس شادی کے واقعہ سے پہلے کا ہے۔ یہ میں نے صحیح کہا تھا۔ حضرت علیؓ کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر کی ادائیگی کے لیے کچھ ہے یا نہیں؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ زرہ کیا ہوئی جو میں نے اس دن یعنی بدر کے مغانم میں سے تمہیں دی تھی؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا وہ تو ہے۔ آپؐ نے فرمایا بس وہی لے آؤ۔ چنانچہ یہ زرہ چارسو اسی درہم میں فروخت کر دی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رقم میں سے شادی کے اخراجات مہیا کیے۔ جو جہیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو دیا وہ ایک بیل دار چادر، ایک چمڑے کا گدیلا جس کے اندر کھجور کے خشک پتے بھرے ہوئے تھے اور ایک مشکیزہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کے جہیز میں ایک چکی بھی دی تھی۔ جب یہ سامان ہو چکا تو مکان کی فکر ہوئی۔ حضرت علیؓ اب تک غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد کے کسی حجرے وغیرہ میں رہتے تھے مگر شادی کے بعد یہ ضروری تھا کہ کوئی الگ مکان ہو جس میں خاوند بیوی رہ سکیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ اب تم کوئی مکان تلاش کرو جس میں تم دونوں رہ سکو۔ حضرت علیؓ نے عارضی طور پر ایک مکان کا انتظام کیا اور اس میں حضرت فاطمہؓ کا رخصتانہ ہو گیا۔ اسی دن رخصتانہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور تھوڑا سا پانی منگوا کر اس پر دعا کی اور پھر وہ پانی حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ ہر دو پر یہ الفاظ فرماتے ہوئے چھڑکا کہ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْھِمَا وَبَارِکْ عَلَیْھِمَا وَبَارِکْ لَھُمَا نَسْلَھُمَا یعنی اے میرے اللہ! تو ان دونوں کے باہمی تعلقات میں برکت دے اور ان کے ان تعلقات میں برکت دے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ قائم ہوں اور ان کی نسل میں برکت دے اور پھر آپؐ اس نئے جوڑے کو اکیلا چھوڑ کر واپس تشریف لے آئے۔ اس کے بعد جو ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے

گھر تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حارِثہ بن نُعمان انصاری کے پاس چند ایک مکانات ہیں آپ ان سے فرماویں کہ وہ اپنا کوئی مکان خالی کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ ہماری خاطر اتنے مکانات پہلے ہی خالی کر چکے ہیں اب مجھے تو انہیں کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ حارثہ کو کسی طرح اس کا علم ہوا تو وہ بھاگے ہوئے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! میرا جو کچھ ہے وہ حضورؐ کا ہے اور واللہ جو چیز آپؐ مجھ سے قبول فرمالیتے ہیں وہ مجھے زیادہ خوشی پہنچاتی ہے بہ نسبت اس چیز کے جو میرے پاس رہتی ہے اور پھر اس مخلص صحابی نے باصرار اپنا ایک مکان خالی کروا کے پیش کر دیا اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ وہاں آ گئے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 455-456)

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اپنی تنگدستی اور غربت کے باوجود زہد و قناعت کا نمونہ دکھایا کرتے تھے۔

چنانچہ احادیث میں ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے بیان فرمایا کہ حضرت فاطمہؓ نے چکی چلانے سے اپنے ہاتھ میں تکلیف کی شکایت کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئیں اور آپؐ کو نہ پایا۔ آپ یعنی حضرت فاطمہؓ، حضرت عائشہؓ سے ملیں اور ان کو بتایا کہ کس طرح میں آئی تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے حضرت فاطمہؓ کے اپنے ہاں آنے کا بتایا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ ہم کھڑے ہونے لگے تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو۔ پھر آپؐ ہمارے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں تم دونوں کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں جو تم نے مانگا ہے وہ یہ ہے کہ جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو، تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس دفعہ الحمدللہ کہو۔ یہ تم دونوں کے لیے خادم سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپؐ سے خادم مانگنے کے لیے حاضر ہوئیں اور کام کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا تم اس خادم کو ہمارے پاس نہیں پاؤ گی یعنی اس طرح تمہیں مجھ سے خادم نہیں ملے گا۔ آپؐ نہیں دینا چاہتے تھے۔ حالانکہ حضرت علیؓ کا بھی مالِ غنیمت میں سے حق بنتا تھا لیکن آپؐ نے نہیں دیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں جو تیرے لیے خادم سے بہتر ہے؟ تم اپنے بستر پر جاتے ہوئے تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہو، تینتیس مرتبہ الحمدللہ کہو اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہو۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاوالتوبة......باب التسبیح اوّل النہار وعند النوم حدیث نمبر ۶۹۱۵، ۶۹۱۸)

حضرت مصلح موعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان فرماتے ہوئے اس واقعے کو بخاری کے حوالہ سے یوں بیان فرماتے ہیں۔ حدیث یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شکایت کی کہ چکی پیسنے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اسی عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے۔ آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں لیکن آپؐ کو گھر پر نہ پایا اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی آمد کی وجہ سے اطلاع دے کر گھر لَوٹ آئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہؓ کی آمد کی اطلاع دی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے آپؐ کو آتے دیکھ کر چاہا کہ اٹھوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی جگہ لیٹے رہو۔ پھر ہم دونوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپؐ کے قدموں کی خنکی میرے سینے پر محسوس ہونے لگی۔ جب آپؐ بیٹھ گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں کوئی ایسی بات نہ بتاؤں جو اس چیز سے جس کا تم نے سوال کیا ہے بہتر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ تو چونتیس دفعہ تکبیر کہو، تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس دفعہ الحمدللہ کہو۔ پس یہ تمہارے لیے خادم سے اچھا ہوگا۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اموال کی تقسیم میں ایسے محتاط تھے کہ باوجود اس کے کہ حضرت فاطمہؓ کو ایک خادم کی ضرورت تھی اور چکی پیسنے سے آپؓ کے ہاتھوں کو تکلیف ہوتی تھی مگر پھر بھی آپؐ نے ان کو خادم نہ دیا بلکہ دعا کی تحریک کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی متوجہ کیا۔ آپؐ اگر چاہتے تو حضرت فاطمہؓ کو خادم دے سکتے تھے کیونکہ جو اموال تقسیم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے وہ بھی صحابہ میں تقسیم کرنے کے لیے آتے تھے اور حضرت علیؓ کا بھی ان میں حق ہوسکتا تھا اور حضرت فاطمہؓ بھی اس کی حقدار تھیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط سے کام لیا اور نہ چاہا کہ ان اموال سے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو دے دیں کیونکہ ممکن تھا کہ اس سے آئندہ لوگ کچھ کا کچھ نتیجہ نکالتے اور بادشاہ اپنے لیے اموال الناس کو جائز سمجھ لیتے۔ پس احتیاط کے طور پر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کو ان غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو آپؐ کے پاس اس وقت بغرض تقسیم آئیں کوئی نہ دی۔ اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان اموال میں آپؐ کا اور آپؐ کے رشتہ داروں کا خدا تعالیٰ نے حصہ مقرر فرمایا ہے ان سے آپؐ خرچ فرمالیتے تھے اور اپنے متعلقین کو بھی دیتے تھے۔ ہاں جب تک کوئی چیز آپؐ کے حصہ میں نہ آئے اسے قطعاً خرچ نہ فرماتے اور اپنے عزیز سے عزیز رشتہ داروں کو بھی نہ دیتے۔ کیا دنیا کسی بادشاہ کی مثال پیش کرسکتی ہے جو بیت المال کا ایسا محافظ ہو۔ اگر کوئی نظیر مل سکتی ہے تو صرف اسی پاک وجود کے خدام میں سے ورنہ دوسرے مذاہب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔

(ماخوذ از سیرۃ النبیؐ، انوار العلوم جلد 1 صفحہ 544-545)

حضرت علی بن ابو طالبؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم دونوں نماز نہیں پڑھتے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ جب وہ چاہے کہ ہمیں اٹھائے تو ہمیں اٹھاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور واپس تشریف لے گئے۔ نماز سے مراد تہجد تھی یعنی کہ نماز تہجد اگر نہیں پڑھتے، تہجد کے وقت اگر ہماری آنکھ نہیں کھلتی تو یہ اللہ کی مرضی ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ہمیں اٹھا دے اور جب اٹھا دیتا ہے تو ہم پڑھ لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بحث نہیں کی اور واپس تشریف لے گئے۔ پھر میں نے آپؐ کو سنا جبکہ آپؐ واپس جارہے تھے۔ آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمارہے تھے کہ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا کہ انسان سب سے بڑھ کر بحث کرنے والا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب التہجد باب تحریض النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ علیٰ قیام اللیل والنوافل...... حدیث نمبر ۱۱۲۷)

حضرت مصلح موعودؓ اس واقعے کو بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ’’ایک دفعہ آپؐ رات اپنے داماد حضرت علیؓ اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے اور فرمایا کیا تہجد پڑھا کرتے ہو؟ (یعنی وہ نماز جو آدھی رات کے قریب اٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔) حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! پڑھنے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جب خدا تعالیٰ کی منشا کے ماتحت کسی وقت ہماری آنکھ بند رہتی ہے تو پھر تہجد رہ جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا تہجد پڑھا کرو اور اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چل پڑے اور راستہ میں بار بار کہتے جاتے تھے۔ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا۔ یہ قرآن کریم کی ایک آیت ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ انسان اکثر اپنی غلطی تسلیم کرنے سے گھبراتا ہے اور مختلف قسم کی دلیلیں دے کر اپنے قصور پر پردہ ڈالتا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ یہ کہتے کہ ہم سے کبھی کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے انہوں نے یہ کیوں کہا کہ جب خدا تعالیٰ کا منشا ہوتا ہے کہ ہم نہ جاگیں تو ہم سوئے رہتے ہیں اور اپنی غلطی کو اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں منسوب کیا۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 389-390)

حضرت مصلح موعودؓ اس واقعے کو مزید کھول کے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک موقعے پر جبکہ حضرت علیؓ نے آپ کو ایسا جواب دیا جس میں بحث اور مقابلے کا طرز پایا جاتا تھا تو بجائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے یا خفگی کا اظہار کرتے آپؐ نے ایک ایسی لطیف طرز اختیار کی کہ حضرت علیؓ غالباً اپنی زندگی کے آخری ایام تک اس کی حلاوت سے مزہ اٹھاتے رہے ہوں گے اور انہوں نے جو لطف اٹھایا ہو گا وہ تو انہی کا حق تھا۔ اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اظہار ناپسندیدگی کو معلوم کر کے ہر ایک باریک بین نظر محو حیرت ہو جاتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ بخاری کی روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے اور فاطمۃ الزہرا کے پاس تشریف لائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور فرمایا کہ کیا تم تہجد کی نماز نہیں پڑھا کرتے؟ میں نے جواب دیا کہ یارسول اللہؐ! ہماری جانیں تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور جب وہ اٹھانا چاہے اٹھا دیتا ہے۔ آپؐ اس بات کو سن کر لَوٹ گئے اور مجھے کچھ نہیں کہا۔ پھر میں نے آپؐ سے سنا اور آپؐ پیٹھ پھیر کر کھڑے ہوئے تھے اور آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مار کر کہہ رہے تھے کہ انسان تو اکثر باتوں میں بحث کرنے لگ پڑتا ہے۔ اللہ اللہ، کس لطیف طرز سے حضرت علیؓ کو آپؐ نے سمجھایا کہ آپؐ کو یہ جواب نہیں دینا چاہیے تھا۔ کوئی اَور ہوتا تو اول تو بحث شروع کر دیتا کہ میری پوزیشن اور رتبہ کو دیکھو پھر اپنے جواب

کو دیکھو۔ کیا تمہیں یہ حق پہنچتا تھا کہ اس طرح میری بات کو رڈ کر دو۔ یہ نہیں تو کم سے کم بحث شروع کر دیتا کہ یہ تمہارا دعویٰ غلط ہے کہ انسان مجبور ہے اور اس کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ وہ جس طرح چاہے کرواتا ہے۔ چاہے نماز کی توفیق دے چاہے نہ دے۔ اور کہتا کہ جبر کا مسئلہ قرآن شریف کے خلاف ہے۔ لیکن آپؐ نے ان دونوں طریقوں سے کوئی بھی اختیار نہ کیا اور نہ تو ان پر ناراض ہوئے، نہ بحث کر کے حضرت علیؓ کو ان کے قول کی غلطی پر آگاہ کیا بلکہ ایک طرف ہو کر ان کے اس جواب پر اس طرح حیرت کا اظہار کر دیا کہ انسان بھی عجیب ہے کہ ہر بات میں کوئی نہ کوئی پہلو اپنے موافق نکال ہی لیتا ہے اور بحث شروع کر دیتا ہے۔ حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا کہہ دینا ایسے ایسے منافع اپنے اندر رکھتا تھا کہ جس کا عشر عشیر بھی کسی اور کی سو بحثوں سے نہیں پہنچ سکتا تھا۔

اس حدیث سے ہمیں بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے اور اسی جگہ ان کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اول تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو دین داری کا کس قدر خیال تھا کہ رات کے وقت پھر کر اپنے قریبیوں کا خیال رکھتے تھے۔ بہت لوگ ہوتے ہیں جو خود تو نیک ہوتے ہیں، لوگوں کو بھی نیکی کی تعلیم دیتے ہیں لیکن ان کے گھر کا حال خراب ہوتا ہے اور ان میں یہ مادہ نہیں ہوتا کہ اپنے گھر کے لوگوں کی بھی اصلاح کریں اور انہی لوگوں کی نسبت مثل مشہور ہے کہ چراغ تلے اندھیرا۔ یعنی جس طرح چراغ اپنے آس پاس تمام اشیاء کو روشن کر دیتا ہے لیکن خود اس کے نیچے اندھیرا ہوتا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی دوسروں کو تو نصیحت کرتے پھرتے ہیں مگر اپنے گھر کی فکر نہیں کرتے کہ ہماری روشنی سے ہمارے اپنے گھر کے لوگ کیا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا خیال معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عزیز بھی اس نور سے منور ہوں جس سے وہ دنیا کو روشن کرنا چاہتے تھے اور اس کا آپؐ تعہد بھی کرتے تھے اور ان کے امتحان و تجربہ میں لگے رہتے تھے اور تربیتِ اعزاء ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا جوہر ہے جو اگر آپؐ میں نہ ہوتا تو آپؐ کے اخلاق میں ایک قیمتی چیز کی کمی رہ جاتی۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تعلیم پر کامل یقین تھا جو آپ دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے اور ایک منٹ کے لیے بھی آپ اس پر شک نہیں کرتے تھے اور جیسا کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ دنیا کو اُلّو بنانے کے لیے اور اپنی حکومت جمانے کے لیے آپؐ نے یہ سب کارخانہ بنایا تھا اور نہ آپؐ کو کوئی وحی نہیں آتی تھی۔ یہ بات نہ تھی بلکہ آپؐ کو اپنے رسول اور خدا کے مامور ہونے پر ایسا ثلج قلب عطا تھا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی کیونکہ ممکن ہے کہ لوگوں میں آپؐ بناوٹ سے کام لے کر اپنی سچائی کو ثابت کرتے ہوں لیکن یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ رات کے وقت ایک شخص خاص طور پر اپنی بیٹی اور داماد کے پاس جائے اور ان سے دریافت کرے کہ کیا وہ اس عبادت کو بھی بجا لاتے ہیں جو اس نے فرض نہیں کی بلکہ اس کا ادا کرنا مومنوں کے اپنے حالات پر چھوڑ دیا ہے اور جو آدھی رات کے وقت اٹھ کر ادا کی جاتی ہے۔ اس وقت آپ کا جانا اور اپنی بیٹی اور داماد کو ترغیب دینا کہ وہ تہجد بھی ادا کیا کریں اس کامل یقین پر دلالت کرتا ہے جو آپؐ کو اس تعلیم پر تھا جس پر آپؐ لوگوں کو چلانا چاہتے تھے۔ ورنہ ایک مفتری انسان جو جانتا ہو کہ ایک تعلیم پر چلنا ایک سا ہے، اپنی اولاد کو ایسے پوشیدہ وقت میں اس تعلیم پر عمل کرنے کی نصیحت نہیں کر سکتا یعنی تعلیم پر چلنا بے شک ایک ہے لیکن وہ نصیحت پوشیدہ وقت میں تو نہیں کر سکتا۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ایک آدمی کے دل میں یقین ہو کہ اس تعلیم پر چلے بغیر کمالات حاصل نہیں ہو سکتے۔ یعنی کہ تعلیم پر چلنا یا نہ چلنا یہ ایک جیسا ہے لیکن نصیحت کرنا، رات کے وقت، پوشیدہ وقت میں نصیحت کرنا یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب یقین ہو کہ جو تعلیم ہے اس پر چلے بغیر انسان اس کے دین کے یا اس تعلیم کے جو اعلیٰ کمال ہیں ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ تیسری بات وہی ہے جس کے ثابت کرنے کے لیے میں نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک بات کے سمجھانے کے لیے تحمل سے کام لیا کرتے تھے اور بجائے لڑنے کے محبت اور پیار سے کسی کو اس کی غلطی پر آگاہ فرماتے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر جب حضرت علیؓ نے آپؐ کے سوال کو اس طرح رڈ کرنا چاہا کہ جب ہم سو جائیں تو ہمارا کیا اختیار ہے کہ ہم جاگیں کیونکہ سویا ہوا انسان اپنے آپ پر قابو نہیں رکھتا۔ جب وہ سو گیا تو اب اسے کیا خبر ہے کہ فلاں وقت آ گیا ہے اب میں فلاں فلاں کام کر لوں۔ اللہ تعالیٰ آنکھ کھول دے تو نماز ادا کر لیتے ہیں ورنہ مجبوری ہوتی ہے کیونکہ اس وقت الارم کی گھڑیاں نہ تھیں۔ اس بات کو سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حیرت ہوئی ہی تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو ایمان تھا وہ کبھی آپ کو ایسا غافل نہ ہونے دیتا تھا کہ تہجد کا وقت گزر جائے اور آپ کو خبر نہ ہو۔ اس لیے آپؐ نے دوسری طرف منہ کر کے صرف یہ کہہ دیا کہ انسان بات مانتا نہیں جھگڑتا ہے۔ یعنی تم کو آئندہ کے لیے کوشش کرنی چاہیے تھی کہ وقت ضائع نہ ہو نہ کہ اس طرح ٹالنا چاہیے تھا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ میں نے پھر کبھی تہجد میں ناغہ نہیں کیا۔

(ماخوذ از سیرۃ النبیؐ، انوار العلوم جلد 1 صفحہ 588 تا 590)

یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ آئندہ بھی ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آج کل جو پاکستان میں حالات ہیں مزید سخت ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ بعض حکومتی افسران جو ہیں مولوی کے پیچھے چل کے اور ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے ہمیں جس حد تک نقصان پہنچا سکتے ہیں پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لیے خاص طور پر دعائیں کریں اور ربوہ کے احمدی بھی پاکستان میں رہنے والے، دوسرے شہروں میں بسنے والے احمدی بھی ہر جگہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ان کے شر سے محفوظ رکھے اور ان کے منصوبے جو نہایت بھیانک منصوبے اور خطرناک منصوبے ہیں ان سے بچا کے رکھے اور ان لوگوں کی اب پکڑ کے جلد سامان فرمائے۔

میں جمعہ کے بعد بعض جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ان کے بارے میں کچھ مختصر ذکر کر دیتا ہوں۔ پہلا ذکر مکرم کمانڈر چودھری محمد اسلم صاحب کا ہے جو کینیڈا کے تھے۔ 2/ نومبر 2020ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

کمانڈر صاحب 1929ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے تھے۔ گوجرانوالہ سے انہوں نے میٹرک کیا اور فرسٹ پوزیشن لی۔ پھر تعلیم الاسلام کالج اور گورنمنٹ ایف سی کالج سے ایف ایس سی کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی ایس سی کیا۔ پنجاب یونیورسٹی میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی سرپرستی میں فزکس میں ایم ایس سی کرنے کی توفیق پائی۔ 1948ء میں فرقان فورس میں بھرتی ہو کر آزاد کشمیر میں متعین ہوئے جہاں انہیں مجاہد کشمیر کے سرٹیفکیٹ اور آزادیٔ کشمیر کے تمغے سے نوازا گیا۔ 1955ء میں مرحوم پاکستان نیوی میں بھرتی ہوئے جہاں انہیں پاکستان نیول اکیڈمی میں بطور ڈائریکٹر آف سٹڈیز، کوہاٹ میں ڈپٹی پریذیڈنٹ آف انٹر سروسز سلیکشن بورڈ، نیول ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں بطور ڈپٹی ڈائریکٹر نیول ایجوکیشنل سروسز وغیرہ کلیدی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم موصوف کو ایجوکیشنل سیکٹر میں نیوی کے نئے سکول اور کالجز کھولنے کی منصوبہ بندی کرنے کی بھی اور نیز بحریہ یونیورسٹی کے قیام میں بھی بنیادی کردار ادا کرنے کی توفیق ملی۔ پاکستان نیوی سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد کینیڈا تشریف لے گئے اور ایک سال مشن ہاؤس ٹورنٹو میں وقف عارضی کیا۔ اس کے بعد 1993ء میں وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی درخواست کی جسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے قبول فرمایا اور ان کی جو جماعت کی خدمات ہیں یہ بھی اٹھائیس سالوں پر محیط ہیں۔ اس دوران مرحوم کو بطور سیکرٹری جائیداد، سیکرٹری رشتہ ناطہ، ایڈیشنل سیکرٹری مشن ہاؤس اور معاون ہومیو پیتھی کلینک وغیرہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم نہایت منکسر المزاج، نرم گفتار تھے۔ ہر کسی سے شفقت سے پیش آتے تھے۔ نمازوں کی پابندی کرنے والے۔ خلافت کے ساتھ والہانہ تعلق اور عشق رکھنے والے۔ زندگی وقف کرنے کے بعد اپنا ہر لحہ جماعت کی خدمت میں گزارنے کی بھرپور کوشش کرتے۔ گذشتہ کچھ عرصے سے بہت بیمار تھے تاہم جب بھی طبیعت سنبھلتی فوراً مشن ہاؤس آ جاتے اور آخر دم تک خدمت دین میں سرگرم عمل رہے۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ اور تین بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی نیکیاں ان کی اولاد میں جاری فرمائے۔ ان کی بہو نصرت جہاں کہتی ہیں کہ نہایت شفیق، رحم دل اور نیک انسان تھے۔ نہایت ایمانداری سے وقف کو نبھایا۔ ایک آئیڈیل خاوند تھے اور باپ تھے۔ وفات سے پہلے تک اپنے بچوں کو نصیحت کرتے رہے کہ جماعت اور خدا سے تعلق اور نمازوں میں باقاعدگی بہت ضروری ہے اور ساری عمر خود بھی تہجد اور نمازوں کو باقاعدگی سے ادا کیا۔

دوسرا جنازہ محترمہ شاہینہ قمر صاحبہ اہلیہ قمر احمد شفیق صاحب جو نظارت علیا کے ڈرائیور ہیں۔ ان کا ہے۔ یہ شاہینہ قمر صاحبہ اور ان کے بیٹے عزیز ثمر احمد قمر 12/ نومبر 2020ء کو دوپہر سوا ایک بجے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

وفات کے وقت محترمہ کی عمر اڑتیس سال تھی اور عزیزم ثمر احمد قمر کی عمر 17 سال تھی۔ شاہینہ قمر صاحبہ

نے اپنے خاوند اور دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے علاوہ تین بھائی بھی سوگوار چھوڑے ہیں۔ ان کی بیٹی شاہینہ قمر کہتی ہیں کہ میری ماں بہت نیک خاتون تھیں۔ مجھے ہر وقت نیکیوں کی تلقین کرتی رہتیں۔خود بھی ہمیشہ نیکیوں میں پہل کرتی تھیں اور ہر بات مجھ سے شیئر کرتی تھیں۔ میری بہت اچھی دوست تھیں اور اپنی ساری باتیں مجھے بتایا کرتی تھیں اور دوسری بات یہ خصوصی بیان کی ہے کہ ماشاء اللہ انہیں جماعت کے کاموں سے بہت لگاؤ تھا اور خدمت کو ہر وقت تیار رہتی تھیں۔ ان کے خاوند نے بھی لکھا ہے کہ باوجود کم تعلیم کے گھر کو بھی بڑی اچھی طرح سنبھالا اور بچوں کی بھی اعلیٰ رنگ میں تربیت کی۔

پھر ان کے بیٹے عزیزم ثمر احمد قمر ابن قمر احمد شفیق صاحب کا ذکر ہے اس کی ان کی والدہ کے ساتھ ہی ایکسیڈنٹ میں وفات ہوگئی تھی۔تعلیم الاسلام کالج میں فرسٹ ایئر کا طالبعلم تھا اور اللہ کے فضل سے پڑھائی میں ٹھیک تھا۔ خدام کے ساتھ ڈیوٹیاں بھی بڑے جوش اور جذبے سے دیا کرتا تھا۔ جماعتی کاموں میں بہت فعال تھا۔ جب بھی زعیم کی طرف سے بلاوا آنا فوراً ہر کام چھوڑ کے چلے جانا۔ ان کے والد لکھتے ہیں کہ بعض دفعہ تین تین چار چار دن کے لیے میں سفر پہ رہتا تو مجھے کہتا کہ ابو آپ فکر نہ کریں میں گھر کو سنبھال لوں گا، آپ بے شک آرام سے اپنی ڈیوٹی دیا کریں۔ اور واقعۃً ایسا ہی تھا۔ بہت ذمہ دار بچہ تھا۔ثمر احمد قمر کی بڑی بہن ثمرین کہتی ہیں میرے بھائی ماشاء اللہ بہت اچھے تھے۔غصہ تو انہیں آتا ہی نہیں تھا۔ میں اگر کبھی ڈانٹ بھی دیتی تو بالکل بھی غصہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ناراض ہوتے تھے بلکہ بچوں سے اور بہن بھائیوں سے بہت پیار کا تعلق تھا۔ باقی چھوٹے بہن بھائیوں نے بھی یہی لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور اس ساری فیملی کو، چھوٹے بچوں کو بھی اور ان بچوں کے والد کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کا ایک بیٹا وفات پا گیا اور اہلیہ بھی وفات پا گئیں۔

اگلا جنازہ مکرمہ سعیدہ افضل کھوکھر صاحبہ اہلیہ محمد افضل کھوکھر صاحب شہید کا ہے جو اشرف محمود کھوکھر صاحب شہید کی والدہ تھیں۔ ان کے خاوند بھی شہید ہوئے تھے، بیٹے بھی شہید ہوئے۔ 12/ستمبر 2020ء کو کینیڈا میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

میاں اور بیٹے کی شہادت کے بعد آپ کو بہت کٹھن حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے ہر مشکل کا نہایت صبر اور حوصلے کے ساتھ مقابلہ کیا۔ بہت وقار کے ساتھ زندگی گزاری۔ کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہ ہوتا۔ تین بچیوں کی شادیوں کا فریضہ انجام دیا۔ چند سال قبل انہیں اپنے ایک اَور جواں سال بیٹے آصف محمود کھوکھر کی اچانک وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ اس موقعے پر بھی بڑے صبر سے کام لیا اور بہت صبر کا نمونہ دکھایا۔ اپنے تمام عزیزوں سے پیار کا سلوک کرنے والی تھیں۔مہمان نواز تھیں۔غریب پرور تھیں۔ خلافت کے ساتھ عقیدت اور احترام اور پیار کا تعلق تھا۔ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ ساری زندگی اپنے والدین،شہید خاوند اور اپنے بیٹے اور خاندان کے دیگر بزرگوں کے نام پر صدقہ اور خیرات کرتی رہیں۔ آپ کے والدین مکرم مرزا فضل کریم صاحب اور صغریٰ بیگم صاحبہ اسلام اور احمدیت کے شیدائیوں میں سے تھے۔ آپ محترم مرزا مجیب احمد صاحب اور مرزا فضل الرحمٰن صاحب ایسٹ لنڈن کی سب سے بڑی ہمشیرہ تھیں۔مبارک کھوکھر صاحب آف لاہور کی بڑی بھاوجہ تھیں۔مبارک صدیقی صاحب کی بڑی خالہ تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم بلال احمد کھوکھر صاحب اور تین بیٹیاں طیبہ قریشی، طاہرہ ماجد اور ثمینہ کھوکھر چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان بچوں کو بھی اپنی ماں کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆…☆…☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

انتہا کو پہنچ گئیں تو اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مختلف لوگوں کو مباہلہ کی دعوت دی پھر اس زمانہ میں آپ نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بھی مباہلہ کا چیلنج دیا تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی دیا۔تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ہر کوئی اٹھے اور اس قسم کی سوچ دل میں پیدا کرلے بلکہ مناظروں مباحثوں وغیرہ میں بھی اس قسم کی شرطیں لگانے کی اجازت نہیں ہے جس سے یہ احساس ہوتا ہو کہ آپ جماعت کی اور احمدیت کی سچائی کو اپنی شرطوں کے ساتھ مشروط کر رہے ہیں یا اپنی دعاؤں کے ساتھ مشروط کر رہے ہیں۔ احمدیت تو سچی ہے اور یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا خدائی بشارتوں کے ماتحت اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہے۔اور احمدیت کی سو سال سے زائد کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف لوگوں اور مذاہب کے ماننے والوں کو جو چیلنج دیئے ان کے سامنے مقابلہ کی نیت سے جو بھی کھڑا ہوا اس کے ٹکڑے اڑتے ہم نے دیکھے ہیں۔ خدا خود ہمارے بدلے لیتا ہے اور لیتا چلا جارہا ہے پھر آپ کو کس بات کا خوف اور فکر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے امام کی جو ڈھال آپ کے لئے مہیا فرمائی ہے اس کے پیچھے ہی رہیں اور جو طریق اور دلائل پیغام پہنچانے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائے ہیں ان کے مطابق دعوت الی اللہ کرتے چلے جائیں ۔جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعائیں کریں اور دعاؤں سے ہی مدد کریں۔ ہمارا خدا زندہ خدا آج بھی ہمیں اپنی خدائی کے جلوے دکھا رہا ہے اور انشاء اللہ دکھاتا چلا جائے گا۔آپ بے فکر رہیں ۔ ہاں ایک شرط ہے کہ خالص ہو کر اس کی طرف جھکیں اور اس سے مدد مانگیں۔ وہی ہے جو ہماری دعاؤں کو سنتا ہے۔ اس کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کریں ۔ جو مخالفین مباہلے کا اتنا ہی شوق رکھتے ہیں وہ اپنا شوق پورا کریں۔ خدا کو جتنا مرضی پکاریں وہ، اپنی ناکیں رگڑیں، اپنے ماتھے رگڑیں۔ کبھی ان کی یہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی جو وہ جماعت کے خلاف کریں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ غلبہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا ہی ہوگا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ مَیں مامور ہوں اور فتح کی مجھے بشارت دی گئی ہے۔ (خطبہ جمعہ 11/ جولائی 2003ء)

تاثرات / آراء

مکرم جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

الفضل کے مضامین بے حد مفید اور خوبصورت ہوتے۔

کبھی کچھ ذرا اور منفرد اور اپنے ذوق کے مطابق زیادہ دلچسپ لگتے۔

جس طرح آج امتہ الباری ناصر صاحبہ کا اپنے والد کے بارے میں مضمون علم اور کتابوں کا عاشق درویش بہت ہی اچھا لگا۔

جدت ، تاریخ، تربیت، جذباتی لگاو ، تلقین سب کچھ تھا اس مضمون میں۔

ہم بچپن سے انہیں پڑھتے آرہیں ہیں

اللہ انہیں صحت والی زندگی عطا کئے رکھے۔

اور ہم ہمیشہ ان کے لکھے سے مستفید ہوتے رہیں-

آمین

نکاح اور شادی کی بابرکت تقریب

مکرم ڈاکٹر فضل الرحمن بشیر موروگورو نمائندہ روزنامہ الفضل لندن (آن لائن) تنزانیہ سے اعلان بھجواتے ہیں کہ:

مورخہ 4 دسمبر 2020 کو موروگورو تنزانیہ میں ایک نکاح اور رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی-

محترم بکری عبیدی صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ تنزانیہ کی صاحبزادی محترمہ عائشہ عبیدی کالوٹا کا نکاح محترم عبد الباسط علی صاحب مبلغ سلسلہ ابن مکرم عبد اللہ حسین جُما صاحب مبلغ سلسلہ کینیا کے ساتھ طے پایا- بعد نماز جمعہ مکرم بکری عبیدی صاحب نے اپنی بیٹی کے نکاح کا اعلان کیا- نکاح کے بعد رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی- محترم امیر صاحب تنزانیہ طاہر محمود چوہدری صاحب نے نکاح اور رخصتانہ کی تقریب میں شرکت فرمائی اور رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی-

دلہن مکرم امری عبیدی صاحب کی پوتی ہیں- امری عبیدی صاحب پہلے تنزانین تھے جو جامعہ احمدیہ ربوہ سے باقاعدہ مبلغ بنے- بعد میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ملکی سیاست اور تنزانیہ کی آزادی میں بھرپور کردار ادا کیا- آپ نے سواحیلی ترجمہ قرآن کے سلسلہ میں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ کی بھرپور معاونت فرمائی- آزادی کے بعد ملک کے دار الحکومت دار السلام کے پہلے میئر منتخب ہوئے اور پھر وزیر انصاف کے عہدے پر اپنی خدمات بجالاتے رہے- آپ نہایت درجہ متقی اور صاحب رویا صادقہ وکشوف بزرگ تھے- تاریخ احمدیت میں آپ کا ذکر بڑے احترام کے ساتھ کیا گیا ہے- دلہن کے والد مکرم بکری عبیدی صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کرنے والے آخری تنزانین تھے- آجکل آپ جماعت احمدیہ تنزانیہ میں نائب امیر اور انچارج سواحیلی ڈیسک کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں-

دلہا مکرم عبد الباسط علی صاحب جامعہ احمدیہ گھانا سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اب اپنے ملک کینیا میں بطور مبلغ تعینات ہیں جبکہ ان کے والد عبد اللہ حسین جُما صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ کے فارغ التحصیل ہیں اور لمبے عرصہ سے کینیا میں خدمات بجالا رہے ہیں-

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی خدمت میں پیش پیش ان دونوں خاندانوں کے لئے اور اسلام واحمدیت کے لئے یہ نیا رشتہ بابرکت فرمائے آمین

اداریہ

پریذیڈنٹ خلیفہ آف اسلام۔حضرت مرزا مسرور احمد

آجکل سوشل میڈیا یا بالخصوص وٹس ایپ پر مخالفین احمدیت کی طرف سے یہ اعتراض کیا جا رہا ہے کہ گوگل کو اگر search کریں تو ''خلیفہ آف اسلام'' کے سامنے حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ کا نام آتا ہے جبکہ یہ خلیفہ آف اسلام نہیں ہیں۔ بلکہ بعض مخالفین ان کوششوں میں ہیں اور مسلمانوں کو یہ ترغیب دیتے دکھائی دیتے ہیں کہ گوگل پر جا کر اس کی نفی کریں۔ ایک صاحب تو ترغیب دیتے ہوئے یہاں تک کہہ گئے کہ اگر آپ نے نماز بھی نہیں پڑھی۔ روزہ بھی نہیں رکھا اور تلاوت قرآن بھی نہیں کی تو کوئی بات نہیں۔ گوگل پر اس حقیقت کی نفی کرنے سے کم از کم آپ آخری روز سرکار دو جہاں ﷺ کے سامنے یہ تو کہہ سکیں گے کہ میں آپ کے حق میں کھڑا ہوا تھا لہٰذا میری اللہ سے بخشش کروا دیں۔

گویا وہ فرض عبادات کی عدم ادائیگی کے مقابل پر خلافت جیسے اہم اسلامی Manifesto پر یقین رکھتے ہیں۔ جس کا اعلان اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ النور آیات 56۔57 میں ان الفاظ میں کیا ہے

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ○ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ○

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۵۷﴾

اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (النور:56-57)

اب دیکھیں یہ اسلام کی تعلیمات اور ایمانیات میں شامل ہے کہ نبی کے بعد خلافت ہو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے ما من نبوۃ قطّ الاّ تبعتھا خلافۃ کہ کوئی نبوت ایسی نہیں جس کے بعد خلافت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ ان میں خلافت قائم کرے گا۔ جس کی وجہ سے دین کو تمکنت ملے گی۔ خوف امن میں بدل دے گا۔ اور آیت 57 میں نماز اور دیگر ارکان اسلام کو خلافت سے باندھ دیا گیا ہے۔ اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ نماز بھی نہ پڑھو ہاں صرف خلیفہ آف اسلام مرزا مسرور احمد صاحب کے خلاف گواہی دے دو تو بخشش ہو جائے گی وہ ہرگز حق پر نہیں ہو سکتے۔

یہ نعماء اور برکات جن کا ذکر ان آیات میں ملتا ہے وہ خلافت کی بدولت آج جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہیں۔ اسلامی تعلیم کے مطابق اُخروی زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہونی تھی تو وہ 1.8 بلین مسلمان آبادی میں کسی اور جگہ دکھلاویں۔ خلافت اور حقیقی خلافت آج جماعت احمدیہ میں ہی قائم ہے جس کے قیام کے لئے مختلف فرقے، تنظیمیں کوشش کرتی رہی ہیں۔ لیکن کسی کو کسی بھی جگہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ اب 72 فرقے ایک طرف ہیں اور خلافت کا حامل 73 واں فرقہ یعنی جماعت احمدیہ ایک طرف ہے۔ جس کے تائید و نصرت الٰہی شامل حال ہے۔ گوگل میں تو اس خلافت کی بدولت ایک اور Trend چل رہا ہے کہ اسلام میں تیزی سے پھیلنے والا فرقہ احمدیہ ہے۔ اب کس کس بات کا انکار کرو گے۔ آپ ہر بات کا انکار کرتے کرتے اسلامی تعلیمات سے بھی پہلے ہی دُور تر ہوتے جا رہے ہیں۔

خلافت احمدیہ کے 112 سالوں میں اسلام احمدیت 210 سے زائد ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ جہاں ہر جگہ جماعت احمدیہ اللہ کے گھر بنا چکی ہے یا بنائے جا رہے ہیں 70 سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہو چکے ہیں اور دنیا بھر کی ہزاروں زبانوں میں اسلام کی تبلیغ اور اس کا پیغام دنیا تک پہنچایا جا رہا ہے۔ یہ تو تمکنت کی بات ہے۔ جس کی بشارت اس آیت میں دی گئی ہے۔ جہاں تک خوف کو امن میں بدلنے کا تعلق ہے تو اس کو ہر احمدی اپنی زندگی میں ہر لمحہ اور ہر لحظہ محسوس کرتا ہے۔ مظالم کے پہاڑ غیروں کی طرف سے توڑے جاتے ہیں۔ احمدیوں کی جائیدادوں کو لوٹا جاتا ہے یا جلایا جاتا ہے لیکن کیا چہروں سے خوشی وہ چھین سکے؟ ہرگز نہیں۔ ہمیں تو خلیفۃ المسیح کی طرف سے ایک دلاسے کا فون یا پیغام مل جاتا ہے تو ہمارا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ایک بار پھر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاتے ہیں۔ یہ دشمن ایک احمدی کو قتل کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے ایک خاندان کا بیج مار دیا ہے لیکن عقل کے اندھے یہ نہیں سمجھتے کہ ایک خاندان کا بیج نہیں مارا بلکہ کئی خاندانوں کو زندگی دے گیا۔ ان کے نفوس و اموال میں برکت کے باعث بن گئے ہیں۔ اس ایک شہادت کی وجہ سے وہ خاندان مزید خلافت کے حصار میں آ جاتا ہے۔ جس کی حفاظت اور ترقی خود خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ کیونکہ یہ مخالفت جماعت کے لئے کھاد کا کام کر رہی ہے اور کھاد سے درخت اور پودے خوبصورت اور سرسبز و شاداب لہلہانے لگتے ہیں۔

بس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو پہلے سے بڑھ کر مضبوط سے مضبوط تر کرتے جائیں۔ اور قدرت ثانیہ کا دامن پورے زور سے پکڑیں کہ اس سے متعلقہ برکات ہمارا گھیراؤ کر لیں اور ہمارے گھروں میں پڑاؤ ڈال لیں۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

☆...☆...☆

درخواست دعا

مکرم شریف عودہ امیر جماعت فلسطین اعلان بھجواتے ہیں کہ:

ہمارے ایک عزیز مخلص فعال نوجوان امیر امین عودہ صاحب بعمر 25 سال کا پیٹ کے کینسر کا آپریشن 15 دسمبر 2020 کو بیت المقدس یروشلم میں ہوا جو 7 گھنٹے جاری رہا اور ٹیومر کو نکال دیا گیا۔

اب نوجوان روبصحت ہے الحمدللہ

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

کیونکہ تمہاری نیت یہ ہوتی ہے کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے اس کی خاطر خرچ کرنا ہے۔

جماعتی طور پر بھی اگر دیکھیں تو بڑی بڑی رقمیں چندوں میں دینے والے تو چند ایک ہی ہوتے ہیں۔ اول تو اگر دنیا کی امارت کا آج کا معیار لیا جائے تو جماعت میں اتنے امیر ہیں ہی نہیں۔ لیکن پھر بھی جو زیادہ بہتر حالت میں ہیں وہ چند ایک ہی ہوتے ہیں۔ اور اکثر جماعت کے افراد کی تعداد درمیانے یا اوسط درجے بلکہ اس سے بھی کم سے تعلق رکھتی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی جو معمولی سی قربانی کی کوشش ہوتی ہے وہ جماعتی اموال کو اتنا پانی لگا دیتی ہے کہ اس سے نمی پہنچ جائے جتنا شبنم کے قطرے سے پودے کو پانی ملتا ہے۔ لیکن کیونکہ یہ رقم نیک نیتی سے دی گئی ہوتی ہے اس لئے اس میں اتنی برکت پڑتی ہے جو دنیا دار تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جماعت کی معمولی سی کوشش و کاوش ایسے حیرت انگیز نتیجے ظاہر کرتی ہے جو ایک بے دین اور دنیا دار کی سینکڑوں سے زیادہ کوشش سے بھی ظاہر نہیں ہوتی۔ صرف اس لئے کہ غیر مومنوں کے اعمال کی زمین پتھریلی ہے۔ اور ایک مومن کے دل کی زمین زرخیز اور تقویٰ کے اونچے معیاروں پر قائم ہے۔ اور اس تقویٰ کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان قربانی کرنے والوں کو انفرادی طور پر بھی نوازتا ہے اور جماعتی طور پر بھی ان کی جیب سے نکلے ہوئے تھوڑی سی رقم کے چندے میں بھی بے انتہا برکت پڑتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تو تمہارے دل پہ بھی نظر ہے اور تمہاری گنجائش پر بھی نظر ہے۔ وہ جب تمہاری قربانی کے معیار دیکھتا ہے تو اپنے وعدوں کے مطابق اس سے حاصل ہونے والے فوائد اور ان کے پھل کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔ اور یہی جماعت کے پیسے میں برکت کا راز ہے جس کی مخالفین کو کبھی سمجھ نہیں آ سکتی۔ کیونکہ ان کے دل چٹیل چٹانوں کی طرح ہیں، پتھروں کی طرح ہیں جن میں نہ زیادہ بارش نہ کم بارش برکت ڈالتی ہے۔ برکت ان میں پڑ ہی نہیں سکتی۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں کا ہی خاصہ ہے اور آج دنیا میں اس سوچ کے ساتھ قربانی کرنے والی سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی نہیں اور یقیناً یہی لوگ قابل رشک ہیں۔ اور اللہ کے رسولؐ نے ایسے ہی لوگوں پر رشک کیا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا، دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ۔ باب انفاق المال فی حقہ)

تو یہ علم و حکمت بھی ایک نعمت ہے۔ ہمارے مخالفین جو ہر وقت اس بات پر پیچ و تاب کھاتے رہتے ہیں کہ جماعت کے افراد چندہ کیوں دیتے ہیں۔ چندہ ہم اپنی جماعت کو دیتے ہیں، تمہیں اس سے کیا؟ کبھی یہ شور ہوتا ہے کہ فلاں دکانداروں کا بائیکاٹ ہو جاتا ہے کہ ان سے چیز نہیں خریدنی کہ وہ جو منافع ہے اس پہ چند دے دیں گے۔ تمہارے پیسے سے چندہ جائے گا۔ ہمارے شیزان جوس کے خلاف اکثر بڑا محاذ اٹھتا رہتا ہے کہ یہ چندہ دیتے ہیں۔ اور حکومت کو بھی یہ مشورہ ہوتا ہے اور مخالفین کا یہ مطالبہ ہے کہ جماعت کے تمام فنڈ حکومت اپنے قبضے میں لے لے۔ تو یہ بیچارے حسد کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی چٹیل زمین میں یہ برکت پڑ ہی نہیں سکتی۔ اور پھر سوائے حسد کے ان کے پاس اور کچھ رہ نہیں جاتا۔

ہم تو اس بات پر خوش ہیں کہ اللہ کے حکموں پر عمل کر رہے ہیں اور اس بات سے اللہ کے رسولؐ نے ہم پر رشک کیا ہے۔ صحابہؓ تو ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی تحریک ہو اور ہم عمل کریں۔ امراء تو اپنی کشائش کی وجہ سے خرچ کر دیتے تھے لیکن غرباء بھی پیچھے نہیں رہتے تھے۔ وہ بھی اپنا حصہ ڈالتے رہتے تھے چاہے وہ شبنم کے قطرے کے برابر ہی ہو۔

(خطبہ جمعہ 7/ جنوری 2005ء)

اعلانِ ولادت

مکرم وسیم احمد ظفر مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل و نمائندہ روزنامہ الفضل لندن (آن لائن) برازیل سے اعلان بھجواتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مؤرخہ 10 دسمبر بروز جمعرات خادم مسجد بیت الاول جماعت احمدیہ برازیل مکرم عمر فاروق جوئیہ صاحب اور انکی اہلیہ مکرمہ شازیہ عمر صاحبہ کو صحت مند اور خوبصورت بیٹا عطاء فرمایا ہے ماشاء اللہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے نیز پیارے آقا نے از راہ شفقت ''قمر احمد'' نام رکھا ہے۔ نومولود مکرم بشارت احمد جوئیہ صاحب چک نمبر 152 شمالی ضلع سرگودہا پاکستان حال جرمنی کا نواسہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک خادم دین اور والدین نیز جماعت کے لئے قرۃ العین بنائے۔ ڈیلوری سرجری سے ہوئی ہے اللہ تعالیٰ زچہ و بچہ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین

گزشتہ سال انکے ہاں ایک بیٹی ''عاصمہ عمر'' واقفہ نو کی ولادت ہوئی تھی جو پیدائشی طور پر بعض کمزوریوں کا شکار ہے جسکی وجہ سے کافی پریشانی ہے اور مسلسل علاج بھی ہو رہا ہے اسکی مکمل صحت یابی کے لئے بھی احباب جماعت سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

یہ افسوسناک اطلاع دی جاتی ہے کہ:
محترم ناصر احمد خالد ابن مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم خالد مرحوم سابق صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ مورخہ 11 نومبر 2020 کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ موصی تھے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ نے اپنے پیچھے 2 بیٹے، ایک بیٹی، 3 پوتے پوتیاں اور 2 نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

قارئین الفضل سے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

یہ افسوسناک اطلاع دی جاتی ہے کہ:
مکرم عبد المنان بھٹی ابن مکرم ڈاکٹر (ہومیو) عبد القادر بھٹی مرحوم اسلام آباد پاکستان کرونا وائرس کی وجہ سے 16 نومبر 2020ء کو ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں بعمر 76 سال وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی تدفین اسلام آباد قبرستان میں ہوئی۔ آپ موصی تھے۔

چند روز قبل آپ کی بیٹی بھی 46 سال کی عمر میں تین بچے اور خاوند اپنے پیچھے یادگار چھوڑ کر کرونا ہی کی وجہ سے وفات پا گئی تھیں۔

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیٹی، دو بھائی، تین ہمشیرگان اور دو نواسے، ایک نواسی یادگار چھوڑے ہیں۔

قارئین الفضل سے ہر دو مرحومین کی مغفرت اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

جامع کمالات متفرقہ

حضرت مسیح موعودؑ سرتاج الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

’’ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰؑ بھی اور آدمؑ بھی اور ابراہیمؑ بھی اور یوسفؑ بھی اور یعقوبؑ بھی۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے۔ فَبِھُدَاھُمُ اقْتَدِہْ یعنی اے رسول اللہ تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کرلے۔ جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت ﷺ کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمد ﷺ کا نام ﷺ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمد ﷺ کے یہ معنی ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہوسکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت ﷺ میں جمع ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے اسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی۔ اور ہر یک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پاکر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے۔ اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے۔ اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بشدت مناسبت ہے اور اس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے پس اس حدیث میں حضرت مسیح کے اس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا۔ سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیح صلی اللہ علیہ وسلم جب آیا تو اس نے مسیح ناصریؑ کے ناتمام کاموں کو پورا کیا اور اس کی صداقت کے لئے گواہی دی۔ اور ان تہمتوں سے اس کو بری قرار دیا جو یہود اور نصاریٰ نے اس پر لگائی تھیں اور مسیح کی روح کو خوشی پہنچائی۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد 15 ص343)

اخلاق کامل

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

’’آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ تو خلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کے تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کی انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامّہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا وکان فضل اللہ علیك عظیما۔ یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب 45 میں آنحضرت ﷺ کی شان میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطّر کیا۔‘‘

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 ص606)

اعلانِ نکاح

مکرمہ امۃ الشافی صدیقی شکاگو امریکہ سے اعلان بھجواتی ہیں کہ :

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے عزیزم اسامہ منان صدیقی کے نکاح کا اعلان مورخہ 13 دسمبر 2020 کو مسجد مبارک اسلام آباد برطانیہ میں بعد نماز ظہر وعصر عزیزہ نائلہ نجم بنت مکرم نصیر احمد نجم آف جرمنی کے ساتھ فرمایا۔ نکاح کے موقع پر دولہا اور دلہن کے ولی موجود نہ تھے۔ عزیزم اسامہ کی طرف سے مکرم مرزا وقاص احمد اور مکرم نصیر نجم کی طرف سے مکرم منیر احمد جاوید نے بطور وکیل ایجاب و قبول کے فرائض ادا کئے۔

عزیزم اسامہ، حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے اور مکرم ڈاکٹر عبد المنان صدیقی شہید سابق امیر جماعت احمدیہ میرپور خاص، سندھ کے بیٹے ہیں جبکہ عزیزہ نائلہ، مکرم صوفی نذیر احمد مرحوم آف محمد آباد سندھ کی پوتی، مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس انچارج ٹرکش ڈیسک لندن اور مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری کی بھتیجی ہیں۔

قارئین الفضل سے رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

28 دسمبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	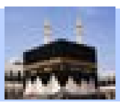	05:35	17:48
مدینہ منورہ	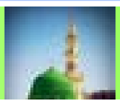	05:41	17:42
قادیان	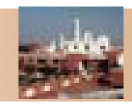	06:00	17:33
ربوہ	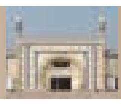	05:40	17:13
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:38	16:03

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
ترے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بے حد و سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے